# عفت وعصمت کی دنیا

شیخ احمد بن عبدالعزیز الحمدان

ترجمہ: مولانا فیصل احمد خان

**شافعی مسلک:** شافعی فقہاء رحمہم اللہ فرماتے ہیں:

عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ غیر محرم مردوں کے سامنے اپنے چہرے کو کھولے، قطع نظر اس سے کہ فتنہ فساد کا خوف ہو یا نہ ہو، اس لئے کہ چہرے کو کھولنا ہی فتنے کے اندیشے کا سبب ہے، جب کہ بعض فقہائے شافعیہ چہرے کو ستر میں شامل کرتے ہیں۔

امام الحرمین جوینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''سارے مسلمان اس امر پر متفق ہیں کہ عورتوں کا چہرے کو کھول کر باہر نکلنا ممنوع ہے کیونکہ نظر فتنے کا ذریعہ ہے اور وہ شہوت کو بھڑکانے کا سبب ہے۔ چنانچہ شریعت کی اعلیٰ خوبیوں کے مناسب یہی ہے کہ ان فتنوں کا سد باب کیا جائے اور اثر انگیز احوال سے اجتناب کروایا جائے، جیسے نامحرم عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کرنا، اس کو سختی سے منع کیا گیا ہے''۔ ابن حجر الہیثمی رحمہ اللہ نے زیادی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور اس کو صحیح قرار دیا ہے کہ ''عورت کا تمام جسم نامحرم مرد کے لئے مستور اور پوشیدہ ہوگا یہاں تک کہ اس کا چہرہ اور دونوں ہاتھ بھی''۔ صاحب النہایہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''عورت کو اپنا چہرہ چھپانا ضروری ہے، خواہ وہ حالتِ احرام ہی میں کیوں نہ ہو، تاکہ حرام نگاہ اس پر پڑنے نہیں پائے''۔ ابن رسلان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ عورتیں بے پردہ ہو کر چہرہ کھول کر باہر نہ نکلیں، خصوصاً جب فساق کی کثرت کا زمانہ ہو تو اس کا اہتمام نہایت ضروری ہے''۔

شیخ الازہر اور چیف جسٹس عبداللہ بن حجازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''آزاد عورت کا ستر یہ ہے کہ اس کا تمام بدن چہرے اور ہاتھوں سمیت چھپا ہوا ہو، تاکہ کسی اجنبی کی نگاہ اس پر نہ پڑے، یہ طرز عمل فتنے سے اطمینان کے وقت میں بھی ضروری ہے''۔

امام نووی (شارح صحیح مسلم) رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''مسلمان عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنا چہرہ یا دوسرا کوئی حصۂ بدن یہودی یا عیسائی یا کسی بھی کافر عورت کے سامنے ظاہر کرے، سوائے اس صورت میں کہ وہ کافرہ اس کی باندی اور مملوکہ ہو، وہ فرماتے ہیں کہ یہی امام شافعی کا صحیح مذہب ہے''۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''مسلمانوں میں یہ طرزِ عمل تواتر کے ساتھ جاری ہے کہ مسلمان عورتیں مساجد، بازار اور نقاب لگا کر (باپردہ) جایا کرتی ہیں، تاکہ انہیں مرد نہ دیکھیں''۔

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''آدمیوں کا چہرے کھول کر نکلنا اور عورتوں کا نقاب لگا کر (باپردہ ہوکر) باہر نکلنا یہی طرز رہن سہن ابتدا سے جاری ہے''۔

موزعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''قدیم اور جدید ہر دور میں مسلمانوں کے ہر علاقے اور ہر شہر میں یہی طریقہ رائج رہا ہے، عورتیں اپنے چہرے اور جسم کو چھپا کر باہر نکلتی ہیں، پھر بوڑھی کھوسٹ (جن کی طرف میلان نہ ہوتا ہو) خواتین کے لئے چہرے وغیرہ کے سلسلے میں کچھ نرمی برتی جاتی ہے لیکن جوان عورتوں کے لئے چہرہ کھولنا نہایت قبیح ومکروہ سمجھا جاتا ہے اور اسی طرح قرآن کریم کی آیات میں بھی تطبیق پیدا ہوجاتی ہے کہ بغیر شدید ضرورت کے چہرہ کھولنا یا مرد کا اس کی طرف دیکھنا ممنوع قرار دیا جاتا ہے، اس طرح ان حضرات کے قول کی قلعی بھی کھل جاتی ہے، جو بغیر ضرورت شدیدہ عورت کا چہرے کو کھولنا یا مرد کا اسے دیکھنا جائز قرار دیتے ہیں۔

اسلام اور ائمہ کرام نے بھی دوران نماز ستر کے مسئلے کو بیان کرتے ہوئے چہرہ اور ہاتھوں کی بات کی ہے، چنانچہ امام شافعی اور امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک ستر نماز میں چہرہ اور دونوں ہاتھوں (گٹوں تک) کے علاوہ تمام بدن شامل ہے۔ جب کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے چہرے اور دونوں ہاتھوں کے ساتھ دونوں قدموں کو بھی نماز کے ستر واجبہ سے خارج فرمایا ہے۔ بصورت دیگر پردے کے مسائل کا معاملہ الگ ہے، کسی امام نے بھی جوان عورت کے لئے ضرورت شدیدہ کے بغیر چہرے کو کھولنا جائز قرار نہیں دیا اور نہ ہی کسی جوان مرد کے لئے عورت کے چہرے کو ضرورت شدیدہ کے بغیر دیکھنا جائز قرار دیا ہے''۔

**حنبلی مسلک:** فقہائے حنابلہ رحمہم اللہ کے نزدیک عورت کا چہرہ ستر میں شامل ہے، لہٰذا اس کو نامحرم مردوں کے سامنے کھولنا جائز نہیں ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''عورت کی بھلائی اس کا چھپا رہنا ہے، جب وہ گھر سے باہر نکلے تو اس کے جسم میں سے کچھ ظاہر نہ ہو، یہاں تک کہ اس کے پاؤں کے چمڑے کے موزے بھی ظاہر نہ ہوں کیونکہ وہ بھی پاؤں کی کیفیت کو بیان کریں گے اور میرے نزدیک پسندیدہ بات یہ ہے کہ اپنی آستین میں بٹن استعمال کرے، تاکہ ہاتھ ظاہر نہ ہونے پائیں''۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''آیت حجاب کے نزول سے پہلے عورتیں بغیر اوڑھنی (برقع) کے باہر نکلتی تھیں اور مرد، ان کے چہروں اور ہاتھوں کو دیکھا کرتے تھے، پھر جب اللہ عزوجل نے آیت نازل فرمائی،

''اے نبی جی! اپنی ازواج، صاحبزادیوں اور ایمان والیوں سے ارشاد فرمادیجئے کہ وہ اپنے اوپر اوڑھنیاں ڈال لیا کریں''۔ چنانچہ (اس آیت کے نزول کے بعد) عورتوں نے آدمیوں سے پردہ کرنا شروع کردیا''۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عورتوں کا اپنے چہروں کو ظاہر کرنا کہ اجنبی مرد دیکھیں، یہ بالکل جائز نہیں ہے اور حاکم کے لئے لازم ہے کہ اس معاملے میں ترغیب اور ترہیب سے کام لے اور جو اس برے فعل سے باز نہ آئے، تو اسے سزا دے۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صاحب شریعت نے آزاد عورتوں کے لئے یہ مقرر کیا ہے کہ وہ نامحرم مردوں سے اپنے چہروں کو چھپائیں، اور ستر دو طرح کا ہوتا ہے، ایک وہ ستر جو نماز میں ضروری ہوتا ہے اور دوسرا ستر نگاہ کے اعتبار سے ہوتا ہے، چنانچہ آزاد عورت حالت نماز میں تو چہرہ اور دونوں ہاتھ کھول کر رکھے گی (بشرطیکہ وہاں نامحرم مرد نہ ہوں) لیکن اس نماز والے ستر سے باہر نہیں جائے گی۔

شیخ ابوزید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ امر نہایت واضح ہے کہ دور صحابہ سے جو طریقہ کار ورثے میں چلا آرہا ہے، کہ مسلمان عورتیں اپنے گھروں میں قرار سے رہتی ہیں اور ضرورت کے بغیر باہر نہیں نکلتیں، جب باہر جاتی ہیں تو ان کے چہرے کھلے ہوئے، بدن نمایاں اور زیب وزینت کی نمائش نہیں ہورہی ہوتی، اور مسلمان اس معاملے میں کسی اختلاف کا شکار نہیں ہیں کہ عفت، پاک بازی، حیاء وغیرت اور عزت وحشمت جیسی صفات کے حاصل کرنے کے لئے نہایت ضروری ہے کہ وہ اپنی عورتوں کو بے پردگی اور زیب وزینت کی نمائش کرنے سے باز رکھیں۔

ابتدائی دور اسلامی سے چودھویں صدی کے نصف تک یہ ورثہ مسلمانوں کا اجتماعی سرمایہ تھا۔ لیکن جب اسلامی سلطنت پارہ پارہ ہوکر مختلف چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم ہوگئی تو اس وقت سے بے پردگی کی ابتدا مصر میں چہرے سے نقاب اترنے سے ہوئی، پھر یہ وبائی مرض بڑھنے لگا اور اس نے ترکی، شام، عراق، مراکش، تیونس اور عجمی علاقوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ پھر بات یہیں پر ختم نہیں ہوئی بلکہ بے پردگی سے عریانیت وفحاشی کی طرف سفر ہونے لگا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.

علامہ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جہاں تک تعلق ہے چہرے کو چھپانے کا تو اسلاف کی عورتیں حالت احرام میں بھی نامحرم مردوں کی موجودگی میں چہروں کو چھپایا کرتی تھیں اور نامحرم آدمیوں کی عدم موجودگی کی صورت میں کھول لیا کرتی تھیں۔

امیر صنعانی رحمہ اللہ نے ''اجنبیہ پر نظر ڈالنے کی حرمت کے واضح دلائل'' کے عنوان سے کتاب تصنیف فرمائی ہے چنانچہ اس میں چہرے کو چھپانے کے واجب ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔

شیخ محمد بن سالم یمنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عورت نماز کے باہر اپنے تمام بدن کو چھپائے گی، یہاں تک کہ چہرے اور دنوں ہاتھوں کو بھی، اس حکم سے ضرورت شدیدہ کے علاوہ کسی بھی حالت میں رعایت نہیں ہے اور ضرورت میں گواہی وغیرہ شامل ہے۔

**عقلی دلائل:** حجاب کے بارے میں عقلی دلائل اور نصوص شرعیہ بیان فرمانے کے بعد قیاس اور عقلی دلائل کو ذکر فرماتے ہیں، قیاس اور عقل کی کسوٹی کا صحیح معیار جو شریعت سے مستفاد ہوتا ہے، وہ یہ ہے کہ خیر و بھلائی اور اس کے اسباب کو قبول کیا جائے اور نافذ کیا جائے، جب کہ برائی اور اس کے وسائط و ذرائع کو ناپسند قرار دیا جائے۔ پس جس عمل میں اس کی مصلحت خالص بھلائی پر مشتمل ہو، یا بھلائی اس کی غالب ہو تو اسے مشروع اور اسے اور جائز کہا جائے گا، اس کے برعکس جس کام میں شر ہی شر ہو یا شر غالب ہو تو اسے ممنوع اور ناجائز کہتے ہیں۔ ایسا ہی معاملہ عورتوں کے لئے حجاب کی پابندی کا ہے اور انہیں بے پردگی سے باز رکھنے کا ہے، کیونکہ پردہ مردوں کے عورتوں کے ساتھ قلبی لگاؤ اور وابستگی کی راہ میں رکاوٹ اور حائل ہے اور فتنوں کا دروازہ بند اور حیاو پاک دامنی کو تقویت دینے والا ہے۔ دوسری جانب بے پردگی اس کی ضد ہے۔

بے پردگی کے برپا کردہ نقصانات اور جن معاشروں میں عورتیں چہرہ کھول کر باہر نکلتی ہیں، وہاں کی صورت حال کو دیکھ کر ہر ذی شعور شخص یہ یقین کرسکتا ہے کہ شریعت اس قبیح فعل کو کبھی جائز اور درست قرار نہیں دے سکتی، کسی بھی عمل کا صحیح اندازہ اس کے نتائج و آثار کی بناء پر لگایا جاسکتا ہے۔ چاہت اور معاشرتی چال چلن سے اس کا فیصلہ نہیں ہوتا، لہذا بے حجابی اور بے پردگی نے جس بے راہ روی فتنوں کو رواج دیا ہے کوئی بھی عقل سلیم رکھنے والا اس کو دیکھ کر پردے کے متعلق مخالفانہ روش اختیار نہیں کرسکتا۔

جب کسی موقع پر یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں عورت خوبصورت ہے تو فوراً اس کی خوبصورتی کا اولین مرکز چہرہ ذہن میں آجاتا ہے، گویا چہرے کے حسن و جمال کے بغیر خوبصورتی کا تصور بے معنی لگتا ہے اور فطرت سلیمہ اس کو درست سمجھتی ہے کہ عورت کے جمال کی خواہش کرنے والا سب سے پہلے اس کے چہرے کو دیکھتا ہے کہ وہ خوبصورت ہے یا نہیں، چنانچہ باقی تمام اعضاء اس کے ماتحت شمار ہوتے ہیں، جب یہ حقائق تسلیم شدہ ہیں تو یہ کیسے سمجھا جاسکتا ہے کہ صاحب شریعت نے دوسرے جسمانی اعضاء کو تو پوشیدہ کرنے کا حکم دیا ہو لیکن چہرے کے حجاب کا حکم نہ دیا ہو، یہ تصور نہایت مشکل ہے۔

جب ہم بے پردگی اور عورتوں کے نامحرم مردوں کے سامنے چہرہ کھول کر بے نقاب ہونے کے نقصانات اور مفاسد کا جائزہ لیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان افعال سے معاشرے میں کس قدر بگاڑ رونما ہوتا ہے، چند نقصان درج ذیل میں ذکر کیے جاتے ہیں:

۱-مردوں کا فتنے کی لہر کا شکار ہونا، ۲-عورتوں کی حیاء کا زائل ہونا، اور حیا ہی عورت کا اصل زیور اور اس کے ایمان کی قوت ہے۔ ۳-مردوزن کے اختلاط اور میل جول کا رواج قائم ہوتا ہے۔ ۴-عریانیت اور فحاشی کا رجحان معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔

علامہ شنقیطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انصاف پسند آدمی جان سکتا ہے کہ شریعت مطہرہ اس سے بہت دور ہے کہ وہ عورت کو نامحرموں کے سامنے چہرہ کھولنے کی اجازت دے، جب کہ چہرہ مظہرِ جمال ہے اور خوبصورت جوان عورت کی طرف نگاہ اٹھانا اور نگاہ پڑنا انسانیت کو دھوکے میں ڈالنے کا نہایت قوی سبب اور فتنے کا موجب ہے۔

ڈاکٹر محمد سعید البوطی فرماتے ہیں: ''بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ شریعت میں آسانی اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ پردے کی پابندی لاگو نہ کی جائے''۔

تعجب ہے ان حضرات کے اس قول پر کہ زمانے کے بدلنے سے احکام بھی بدل جایا کرتے ہیں چنانچہ فی زمانہ نرمی، آسانی اور زمانے کے ساتھ ساتھ چلنے کا تقاضا یہ ہے کہ آزادی اور بے پردگی کو رواج دیا جائے۔

لیکن ان کے جواب میں میں یہ کہتا ہوں جب زمانے کی تبدیلی سے احکام بدل جاتے ہیں تو پردے کے حکم سے زیادہ اہم کون سا حکم ہوگا کہ اسے مزید اہتمام کے ساتھ رواج نہ دیا جائے کیونکہ آج کے زمانے میں فتنے اور فساد کی لہر کے شدید ہونے کا تقاضا تو یہی ہے کہ بے راہ روی اور عریانیت سے نجات پانے اور اس کی روک تھام کے لئے پردے کے احکام کو مزید شدت کے ساتھ اپنایا جائے، آپ کے اصول ''زمانے کے بدلنے سے احکام بدل جاتے ہیں'' کا تقاضا تو یہی ہے''۔

**پہلی بے نقاب عورت:** اسلامی معاشرے میں حجاب کا حکم بدستور چلا آرہا تھا، اسلامی تاریخ میں کسی مسلمان عورت کے متعلق یہ نہیں معلوم ہوسکا کہ وہ اجنبی مردوں کے سامنے چہرہ کھول کر اور اپنی زینت ظاہر کرکے بے محابا نکلتی ہو۔ لیکن جب سے استعماری غاصبین نے اسلامی سلطنتوں پر حملہ کیا تو اس وقت سے ان علاقوں کی معاشرت تبدیل ہونے لگی۔

مؤرخ جبرتی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ جب کہ نابلسی افواج نے حملہ کیا اور مصر میں استعماری فوجیں داخل ہوئیں تو ان کے ساتھ فرانسیسی عورتیں بھی تھیں، وہ خچروں اور گھوڑوں پر بے پردہ سوار تھیں، کیا عجیب منظر تھا جب تاریخ اسلامی میں پہلی مرتبہ بے نقاب عورتیں مصر میں چل پھر رہی تھیں۔ مورخ جبرتی فرماتے ہیں کہ یہ لوگ گرے پڑے معمولی لوگ تھے، جن کی کوئی وقعت اور اہمیت نہ تھی لیکن یہ وہ پہلی چنگاری تھی جس نے بعد میں آگ کی شکل اختیار کرلی، جس کا ظہور مصر میں بے پردگی کے داعی قاسم امین کی شکل میں ہوا۔

آزادی کی علم بردار بدی شعراوی کہتی ہے: ''ہم نے اپنے اوپر ایک وقت گزارا ہے کہ ہم نے یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ ہم اپنی مغربی بہنوں کے نقش قدم پر چلیں گی، خواہ ہمیں اس کے لئے کچھ ہی کرنا پڑے''۔

اس کی بہن دریہ شفیق کہتی ہے: ''ہمارے اہم مقاصد میں سے یہ ہے کہ عورتوں کو ان کا حق خود ارادیت فراہم کیا جائے اور ان کو پارلیمنٹ میں شمولیت حاصل ہو، ایک سے زیادہ بیویوں کو رکھنے کے قانون کو کالعدم کردیا جائے اور طلاق کے یورپی قوانین رائج کردیئے جائیں''۔

1919ء میں پہلی مرتبہ ان عورتوں نے آواز بلند کی اور یہ سب سے پہلے دعوت تھی جو اسلامی ممالک میں چہرے کو بے نقاب کرنے کے سلسلے میں دی گئی، پھر کیا تھا، مشرق ومغرب میں بسنے والے اسلامی معاشروں میں ہلچل مچ گئی۔ علمائے کرام، شعراء اور ادباء اس مکروہ دعوت کی تردید کرنے لگے اور اس کی تباہ کاریوں سے مسلم معاشروں کو دھمکانے لگے۔ اس قبیح دعوت کے نقصانات بیان کرنے کے لئے کتابیں لکھی گئیں، مضامین شائع کئے گئے اور شاعری کے فن پارے کہے گئے، لیکن اس عملی ارتداد کی قوت میں ضعف نہیں آیا اور اسے اقتدار کی طاقت سے پروان چڑھایا گیا، یہاں تک کہ اہل حق کی آوازیں دبنے لگیں، پردے کی دعوت دینے والے اجنبی بن کر رہ گئے، بے حجابی اور بے پردگی سے منع کرنے والے قدامت پسند کہلانے لگے، جب کہ استعماری قوتوں کے چیلے اور بے پردگی کے علم بردار ترقی یافتہ اور جدت پسند شمار ہونے لگے۔ جن مصنفین نے اس جدید نعرے کی تردید کی ان میں استاذ محمد طلعت بھی ہیں، جنہوں نے قاسم امین کو واضح جواب دیا، انہوں نے ایک رسالے میں جس کا نام ''عورت کی تربیت اور پردہ'' تھا، اس میں چہرے کے پردے کے واجب ہونے کو بیان کیا ہے۔

شاعرہ عائشہ تیموریہ کہتی ہے: (ترجمہ نثر میں) عفت وپاک بازی کے ہاتھوں میں نے اپنے پردے کی عزت کو محفوظ رکھا اور عصمت وطہارت کے ذریعے میں نے اپنی ہم عمروں میں ممتاز مقام پایا۔

مصری شاعر شاعر احمد محرم کہتے ہیں: (نثر میں ترجمہ) ممتاز مقام پایا اے اسماء! کیا تمہیں قاسم کے خیالات نے دھوکے میں ڈال دیا ہے، تم پردے کے پیچھے ہی کھڑی رہو، درحقیقت آدمی شک میں پڑ گیا ہے آپ ایک گز حجاب سے تنگ ہوتی ہو، حالانکہ یہ تو صرف اچٹتی نگاہوں اور بدنیتوں کو روکنے والا ہے۔ سلام ہے مشرقی اخلاقی اقدار پر کہ ان کی وجہ سے رفعت وعزت اور نزہت واحتشام کی حامل خواتین پر پردوں میں کوئی عار نہیں آنے پاتی۔

محمد فرید وجدی دائرۃ المعارف میں فرماتے ہیں: ''اگر ہم آج چہرے اور ہاتھوں کے کھولنے کا فتویٰ دے دیں، تو اگلے سالوں میں عورت کو لباس سے عاری کردینے کی لہر چلنے لگے گی، جیسا کہ مغربی عورت اس حد تک حدود شرم وحیا سے گر گئی کہ خود یورپی لوگ بھی اس سے تنگ نظر آتے ہیں اور نیک بخت وہ ہوتا ہے جو دوسرے سے نصیحت حاصل کرے''۔

شیخ صالح محمد جمال فرماتے ہیں: ''جمہور کا مسلک یہ ہے کہ چہرے کا چھپانا واجب ہے اور ہم صدیوں سے اسی پر قائم تھے اور بلاد مقدسہ میں اسی پر عمل ہو رہا تھا، حتیٰ کہ گزشتہ صدی ہجری میں بے پردگی کو رواج دینے کے لئے اور سوئے ہوئے فتنے کو جگانے کے لئے چہرے کو بے نقاب کرنے کی کمزور باتیں کی گئیں، حالانکہ ان کا انجام بھیانک تھا۔

شیخ احمد محمد جمال نے ایک مختصر کتاب بعنوان ''ہماری عورتیں اور ان کی عورتیں'' تصنیف فرمائی ہے، اس میں ذکر کرتے ہیں: علماء کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ عورتوں کا بے نقاب ہو کر باہر نکلنا ممنوع ہے۔

شیخ حسن البنا مختلف آیات و احادیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

اس واضح بیان کے بعد کسی بیان کی حاجت نہیں اور اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ ہمارا طرز عمل اسلام سے میل نہیں کھاتا، اسلام نے تو عورت کے لئے بدن ظاہر کرنا اور کسی اجنبی کے ساتھ خلوت اختیار کرنا، یا مردوں کے ساتھ اختلاط کرنا اس سب کو حرام کیا ہے۔ حسن البنا کے قول پر احمد محمد نے اضافہ کرتے ہوئے فرمایا: پس در حقیقت دلائل اس قول کی تائید کرتے ہیں کہ نقاب کرنا واجب ہے، جیسا کہ محترم استاد حسن البنا کے کلام سے بھی واضح ہو رہا ہے۔

شیخ الازہر شیخ عبدالحلیم محمود فرماتے ہیں: عورت کے لئے واجب ہے کہ چہرے اور دونوں ہاتھوں کو پوشیدہ رکھے تاکہ منکرات اور مفاسد کا سد باب ہو سکے۔

شیخ الازہر اور مفتی مصر سید طنطاوی فرماتے ہیں: اجنبی (نامحرم) مردوں کے سامنے اپنے چہرے کو چھپانا عورت کے لئے واجب ہے۔

مصنف نے اپنی کتاب کے شروع میں بیان فرمایا تھا کہ حجاب شرعی کی تین صفات ہیں: پہلی صفت تو یہ ہے کہ حجاب ایسا مکمل اور محیط ہو کہ تمام بدن کو اپنے احاطے میں لے کر پوشیدہ کرنے والا ہو۔ گزشتہ تمام تفاصیل اسی صفت کو بیان کرنے کے لئے تحریر کی گئی ہیں، اب مصنف دوسری اور تیسری صفت کو بیان فرما رہے ہیں۔

**دوسری صفت:** حجاب (برقع یا اوڑھنی) ہرگز اس طرز کا نہیں ہونا چاہیے، جو اجنبی (نامحرم) مردوں کی توجہ کا مرکز بن رہا ہو یا ان کی نگاہوں کو مائل کر رہا ہو، نیز حجاب مندرجہ ذیل صفات کا حامل ہو:

۱- حجاب موٹے کپڑے کا ہو، تاکہ اس کے اندر سے کچھ جھلک نہ سکے۔ ۲- کھلا اور وسیع ہو، تاکہ عورت کے اعضاء کی ساخت و بناوٹ نمایاں نہ ہو سکے۔ ۳- حجاب بذات خود مزین و منقش نہیں ہونا چاہیے تاکہ اس کی رنگت اور زیبائش جاذب نظر نہ بن سکے۔ ۴- حجاب کی تیاری اولیٰ اور بہترین قسم کے کپڑے سے نہ کی گئی ہو، جو نظروں کو دعوت نظارہ نہ دے۔

ان مذکورہ شرائط سے انحراف کرتے ہوئے حجاب کا استعمال کرنے سے مقصود حاصل نہیں ہوتا، چنانچہ انہیں لباس حجاب کہنے کے بجائے فتنہ و فساد کا موجب اور ذریعہ کہا جائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جہنم میں سے دو گروہ ایسے ہیں جنہیں میں نے نہیں دیکھا، ایک وہ قوم جن کے پاس گائے کی دم کی مانند کوڑے ہوں گے، جن سے لوگوں کو مارتے ہوں گے۔ دوسرے وہ عورتیں جو لباس پہننے کے باوجود برہنہ ہوں گی (تنگ، باریک اور مختصر ہونے کی بناء پر) مَردوں کو اپنی طرف مائل کرنے والیاں خود بھی مائل ہونے والیاں، انکے سر بختی اونٹ کے کوہان کی طرح ہوں گے، جو ایک طرف جھکے ہوئے ہوں، وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گی اور اس کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکیں گی، حالانکہ اس کی خوشبو بہت دور کے فاصلے تک محسوس ہو رہی ہوگی۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک قبطی چادر عنایت فرمائی، جو حضرت دحیہ کلبی نے آپ کو ہدیئے میں دی تھی، پس میں نے وہ چادر اپنی بیوی کو پہنا دی، پھر (بعد میں) حضور ﷺ نے پوچھا، تم وہ چادر کیوں نہیں پہنتے، تو میں نے بتا دیا کہ وہ تو میں نے اپنی بیوی کو دے دی، چنانچہ آپ نے فرمایا: اپنی بیوی کو حکم دینا کہ وہ اس چادر کے نیچے استر استعمال کرے، مجھے خدشہ ہے کہ اس میں سے جسم کی ساخت (باریک ہونے کی وجہ سے) نمایاں ہوگی۔

علامہ قرطبی مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمام عورتوں کو پردے کا حکم دیا، اور اس حکم کی بجا آوری اس چیز کے بغیر ممکن نہیں ہے جو اس عورت کے جسم کی ساخت اور اس کی رنگت کو ظاہر کرنے والا نہیں ہو۔

۵- حجاب معطر نہ ہو، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''جب عورت خوشبو لگا کر لوگوں کے پاس سے گزرتی ہے، تاکہ وہ اس کی خوشبو کی مہک محسوس کریں تو وہ عورت بدکار ہے اور ہر آنکھ (جو اسے دیکھے) بدکار ہے۔

**حجاب کی تیسری صفت:** اس میں ان لوگوں سے مشابہت اختیار نہ کی گئی ہو جن کی مماثلت سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے، جیسے کہ کافر اور فاسق وفاجر عورتوں کے لباس سے مشابہت اختیار کی گئی ہو یا ایسا لباس جو مردوں کے لئے مخصوص ہوتا ہے، ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے، جو جس قوم کی مشابہت کو اختیار کرے گا، اس کا شمار انہی میں سے کیا جائے گا۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دو زرد رنگ کی چادروں میں ملبوس دیکھا، چنانچہ آپ نے فرمایا، یہ کفار کا لباس ہے، اسے نہیں پہنا کرو۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لعنت ہو ایسے مردوں پر جو عورتوں کا لباس پہنتے ہیں (ایسے ہی) ان عورتوں پر لعنت ہو جو مردوں کا لباس زیب تن کرتی ہیں۔

مذکورہ تین شرائط وصفات کے ساتھ حجاب (اوڑھنی، برقع) اپنی شرعی حیثیت حاصل کر سکتا ہے، جو اللہ

تعالیٰ کی مرضی کے عین مطابق ہوگا، یعنی عورت کا مردوں کے سامنے آنا، جس کیفیت میں اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، وہ صورت اختیار ہو سکے گی۔

مسلمان عورت جب حجاب کی معنویت اور مقصدیت سے بیگانہ ہوتی ہے تو وہ حجاب کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرماں برداری کی جستجو نہیں کر رہی ہوتی، بلکہ محض روایت یا عادت کی بناء پر پردہ کر رہی ہوتی ہے، چنانچہ اس کے پردے میں بہت ساری ایسی باتیں شامل ہو جاتی ہیں جس سے حجاب ایک کھیل بن کر رہ جاتا ہے، مثلاً کبھی نقاب باریک ہونے کی وجہ سے ساتر نہیں ہوتا، کبھی آنکھوں کو نقاب سے اس طرح ظاہر کر دیا جاتا ہے کہ پردے کا مقصد حاصل نہیں ہو رہا ہوتا، کبھی نقاب لگانے کے باوجود بھنویں، پیشانی اور ناک ظاہر ہو رہے ہوتے ہیں، جس سے حجاب بجائے خود فتنے کا ذریعہ بن رہا ہوتا ہے۔

یہ مختلف پرکشش ہتھکنڈے بڑھتے بڑھتے حجاب کی چادر کو نوچ ڈالتے ہیں، آہستہ آہستہ سر کھل جاتا ہے، پھر گردن اور گلا ظاہر ہو جاتا ہے، غرض یہ سلسلہ بے حجابی کی حد تک پہنچتا ہے۔

یہی حال ہے شیطان کے طریقے پر چلنے کا کہ اس کی بدولت نوبت کہاں سے کہاں پہنچ جاتی ہے۔ شیطان اس وقت تک چھوڑتا نہیں ہے جب تک اس گناہ پر نہ پہنچا دے، جہاں پہنچنے کا تصور بھی انسان شروع شروع میں نہیں کر رہا ہوتا، لیکن شیطانی اتباع کے ذریعے یہ راستہ آسان سے آسان تر ہوتا جاتا ہے، یہاں تک کہ انسان مکمل طور پر شیطان کے نرغے میں گرفتار ہو چکا ہوتا ہے، سوائے اس کے جس پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اے ایمان والو! تم شیطان کے نشان ہائے قدم کی اتباع نہیں کرو اور جو شیطان کی پیروی کرتا ہے (وہ تو منکرات وخواہشات میں پڑ جاتا ہے)، شیطان تو بے حیائی اور برائی کی باتوں کا ہی حکم دیا کرتا ہے، اگر تم سب پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی بھی کبھی اصلاح اور تزکیہ یافتہ نہ ہو پاتا، لیکن اللہ تعالیٰ جس کا چاہتے ہیں تزکیہ فرما دیتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ خوب سننے والے خوب جاننے والے ہیں“۔ (سورہ نور:۲۱)

پس مسلمان عورت پر لازم ہے کہ وہ شیطان کے وساوس اور اس کی ترغیبات سے مکمل اجتناب اور احتراز کرے، اس لئے کہ اس سے بھلائی کی توقع نہیں ہے، وہ تو بے حیائی اور برائی کی طرف ہی مائل کرے گا۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمیں اپنی مکمل تابع داری اور اطاعت کی توفیق عطا فرمائیں اور ہمیں اپنی نافرمانی سے محفوظ رکھیں، اس لئے کہ وہ تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والے ہیں۔ آمین۔

وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه وسلم. آمين.

☆☆......☆☆